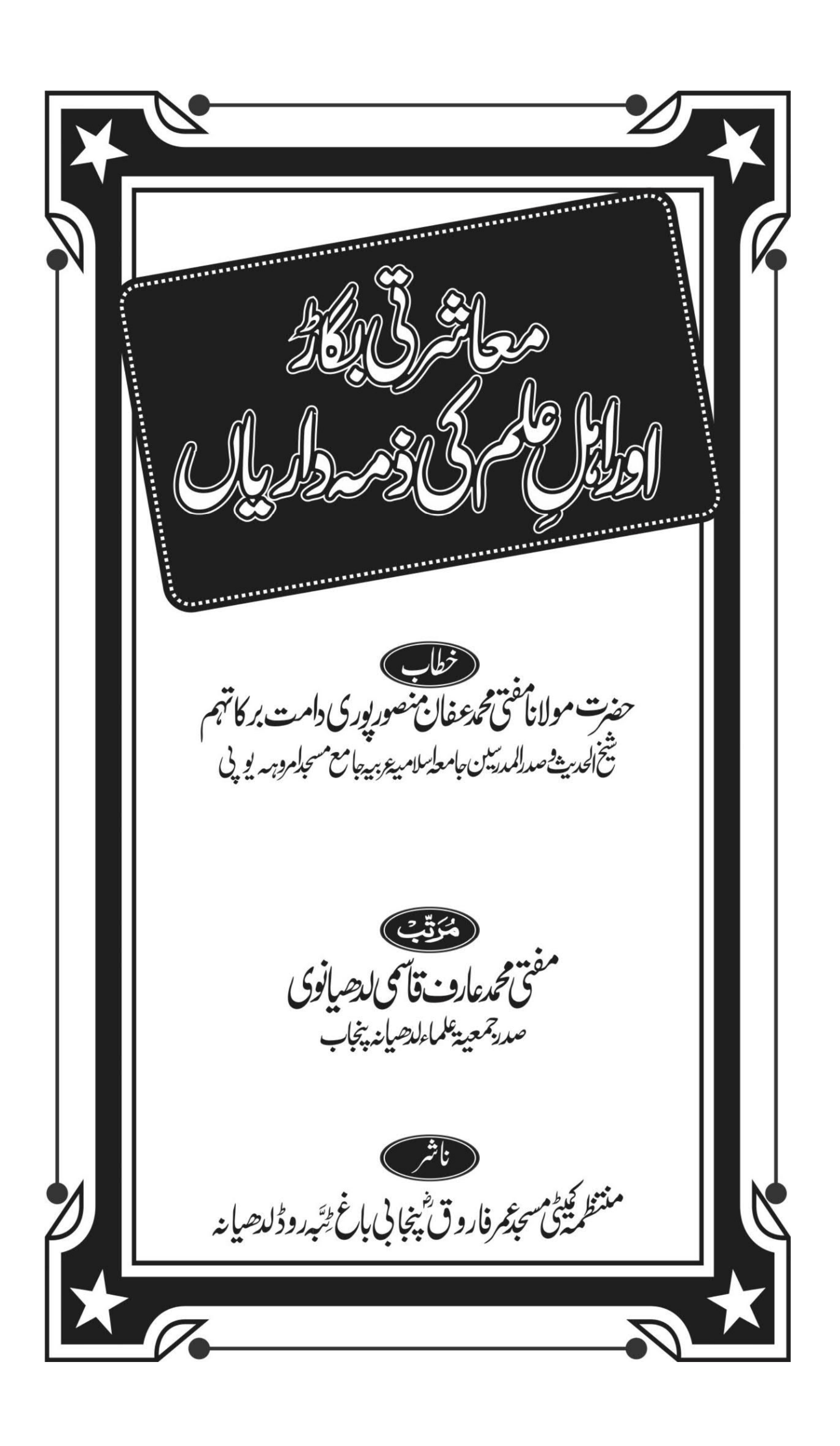


معاشرتی بگاڑ
اور اہلِ علم کی ذمہ داریاں

خطاب

حضرت مولانا مفتی محمد عفان منصورپوری دامت برکاتہم
شیخ الحدیث وصدر المدرسین جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ یوپی

مُرتّب

مفتی محمد عارف قاسمی لدھیانوی
صدر جمعیۃ علماء لدھیانہ پنجاب

ناشر

منتظمہ کمیٹی مسجد عمر فاروقؓ پنجابی باغ ٹبّہ روڈ لدھیانہ

تفصیلات

معاشرتی بگاڑ اور اہلِ علم کی ذمہ داریاں

خطاب: حضرت مولانا مفتی محمد عفان منصور پوری
ضبط وترتیب: مفتی محمد عارف قاسمی لدھیانوی
مقام: محمدی مسجد یونیورسٹی کچلونگر لدھیانہ
کمپیوٹر کتابت: قاری محمد عامر قمر سالار پوری
باہتمام: محمد سعدین، مسجد عمر فاروق پنجابی باغ ٹبہ روڈ لدھیانہ
اشاعتِ اوّل: سنہ ۲۰۲۳ عیسوی

ملنے کے پتے

الجمعیۃ بک ڈپو گلی قاسم جان دہلی
جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ یوپی
دارالافتاء نزد گوپال نگر چوک ٹبہ روڈ لدھیانہ پنجاب رابطہ نمبر۔ 85578-77671
قمر کمپیوٹر اینڈ گرافکس مالیر کوٹلہ پنجاب **رابطہ نمبر۔ 63965-67639**
جامعہ دارالسلام انبالہ ہریانہ
جامع مسجد خیر الدین ہال بازار امرتسر پنجاب
جامع مسجد سیکٹر 19 چنڈی گڑھ
فیصل پبلی کیشنز دیوبند سہارنپور یوپی
معہد الرشید الاسلامی جگادھری ہریانہ

فہرست عناوین

○❖○

حرفِ آغاز

حضرت مولانا مفتی محمد عفان منصور پوری زیدمجدہ شیخ الحدیث و صدرالمدرسین جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ کی شخصیت چنداں محتاجِ تعارف نہیں۔ایک مقبولِ عام خطیب ومقرر اور مصنف و مدرس کی حیثیت سے آپ کے تعارف کا دائرہ کئی مما لک تک ممتد ہے۔علم وعمل کی جامعیت کے ساتھ ساتھ نسبی وخاندانی لحاظ سے بھی آپ بڑی عظیم نسبتوں کے حامل فقیہ و محدث ہیں۔اپنے نانا شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند و صدر جمعیۃ علماء ہند اور والدمحترم امیرالہند رابع و کارگزار مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری قدس سرہ کی علمی و دینی روایات کو آگے بڑھانے کے حوالے سے آپ کی ہمہ جہت خدماتِ جلیلہ ومساعی جمیلہ انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔

پچھلے دس پندرہ سالوں میں جہاں مختلف عنوانات پر آپ کے قلم سے قیمتی کتابیں اور مقالات ومضامین منظرعام پر آئے، وہیں ملک و بیرونِ ملک ہونے والے ان کے اصلاحی مواعظ وخطابات ہزارہا ہزار انسانوں کے گناہوں کے دلدل سے نکلنے اور راہِ راست پر گامزن ہونے کا ذریعہ اور سبب بنے اور یہ سلسلہ تادمِ تحریر جاری ہے۔

۲۶ نومبر ۲۰۲۲ عیسوی کو جمعیۃ علماء لدھیانہ کے پلیٹ فارم سے”اصلاحِ معاشرہ کانفرس“ کے زیرِعنوان ایک اہم پروگرام کا انعقاد عمل میں آیا، یہ کوئی عوامی نوعیت کا پروگرام نہیں تھا، بلکہ فقط شہر کے ائمہؔ مساجد، ذمہ دارانِ مدارس، علماء کرام، ہر مسجد سے جماعتِ دعوت وتبلیغ کے تین تین چار چار احباب اور شہر کی دیگر ملی وسماجی تنظیموں کے صدور ونظماء کے نام دعوت نامے جاری کیے گئے تھے اور مقصد یہ تھا کہ رسوم رواج کے خلاف جاری جمعیۃ علماء لدھیانہ کے مشن میں شہر بھر کے ذی اثر افراد اور علماء وائمہ کو شریک کیا جائے اور

شہر کے ہر علاقے میں ایسی اصلاحی کمیٹیوں کا قیام عمل میں لایا جائے، جو مسلم معاشرے میں پائے جانے والے مخالفِ شرع امور ومشاغل پر نظر رکھیں اور غیر شرعی تقریبات کے بائیکاٹ کا اعلان شہر بھر کے ذمہ داران کی جانب سے ہو، تاکہ ہر طرح کے منکرات و رسوم کا کسی حد تک سدِّ باب ہو سکے، ہمارے شادی بیاہ ہندوانہ رسوم و رواج کا منظر پیش کرنے کے بجائے، سادگی اور کم خرچ پر آسکیں اور اس طرح سنت وشریعت کی اصل تعلیمات پر عمل درآمد کا عام ماحول پیدا ہو سکے۔

حاجی محمد فرقان خازن جمعیۃ علماء لدھیانہ و دیگر خدام جمعیۃ علماء کی دعوت پر مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے حضرت مولانا مفتی محمد عفان منصور پوری مدظلہم تشریف لائے اور آپ نے شہر لدھیانہ کے اس مخصوص ومنتخب مجمع سے ڈیڑھ گھنٹے کے قریب بڑا ہی اہم اور بصیرت افروز خطاب فرمایا، یہ خطاب ”از دل خیزد بر دل ریزد“ کا حقیقی مصداق اور مفتی صاحب دام ظلہ کے دردِ دل کا واقعی آئینہ دار ہے، اس خطاب میں اصلاحِ معاشرہ جیسے عظیم کاز کی وسعت اور اس کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالنے کے ساتھ علماء وائمہ، دعاۃ ومبلغین اور ذمہ دارانِ شہر کو ان کے فرائضِ منصبی سے آگاہ کیا گیا ہے، معاشرہ میں در آنے والی برائیوں اور منکرات کی نشان دہی کے ساتھ نوجوانوں کی بے راہ روی کو بہ طورِ خاص اجاگر کیا گیا ہے، راہِ حق میں پیش آنے والی مشکلات ومصائب کے حل کے تعلق سے آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ کا ایمان افروز حاصل پیش کیا گیا ہے اور اصلاحِ معاشرہ کا ہمارا یہ مبارک کام کب اور کس طرح مؤثر ہوگا، اس سلسلے میں بھی کئی مفید اور اصولی باتیں ذکر کی گئی ہیں۔ غرض یہ کہ حضرت نے اس خطاب کے دوران کئی ایک وہ ضروری اور رہنما باتیں بیان کی ہیں، جو ہر عالم دین اور دین و ملت کا درد رکھنے والے ہر انسان کے لیے مشعل راہ ہیں اور میدانِ عمل میں خاطرخواہ کامیابی حاصل کرنے کے لیے جن پر عمل درآمد از حد ضروری ہے۔

بیان کی اہمیت کے پیشِ نظر ایل بلاک بی آر ایس نگر لدھیانہ سے تعلق رکھنے والے

جمعیۃ علماء کے کارکنان و ذمہ داران نے اس بیان کو اپنے یوٹیوب چینل پر اپلوڈ کیا تھا، اب حوالہ جات اور ذیلی عنوانات کے اضافے کے ساتھ یہ خطاب ”معاشرتی بگاڑ اور اہلِ علم کی ذمہ داریاں“ کے نام سے کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ ہمیں حق جل مجدہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ علمی و دینی اور ملی و سماجی حلقوں میں اسے قبولِ عام حاصل ہوگا اور یہ خطاب صالح انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

آخر میں مفتی محمد انعام قاسمی نائب صدر جمعیۃ علماء لدھیانہ اور منتظمہ کمیٹی مسجد عمر فاروقؓ پنجابی باغ ٹبہ روڈ لدھیانہ کے اراکین کا شکر گزار ہوں، جنھوں نے اس کتابچے کی اشاعت میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ اللہ تعالی اس کاوش کو بے حد قبول فرمائے، مفتی صاحب دام ظلہ کے فیض کو مزید عام فرمائے اور جمعیۃ علماء لدھیانہ کے کارکنان کو مزید دینی و ملی خدمات کی توفیق مرحمت فرمائے۔

محمد عارف قاسمی لدھیانوی
خادم جمعیۃ علماء لدھیانہ پنجاب
۱ جنوری ۲۰۲۳ عیسوی



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معاشرتی بگاڑ اور اہلِ علم کی ذمہ داریاں

الحمدلله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلل فلا هادي له و نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و نشهد ان سيدنا و نبينا و امامنا و سندنا و مولانا محمدا عبده و رسوله صلى الله تبارك و تعالى عليه و على آله و صحبه و بارك و سلم تسليما كثيرا كثيرا امابعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم والعصر ان الانسان لفى خسر الا الذين آمنوا و عملوا الصالحات و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر

صدق الله مولانا العلى العظيم

قابلِ احترام حضرات علمائے کرام، ائمۂ مساجد، ذمہ دارانِ قوم وملت اور محترم بزرگو بھائیو نوجوان ساتھیو!

جذباتِ تشکر

ہم سب کو جہاں اس موقع پر اللہ رب العزت والجلال کا شکر گزار ہونا چاہیے، وہیں جمعیۃ علماء لدھیانہ کے ذمہ داران و اراکین کا بھی مشکور ہونا چاہیے، جن کی فکر و کاوش اور جد و جہد کے نتیجے میں دین کی نسبت پر اور سماج ومعاشرے میں اصلاح کے عنوان پر جڑنے کی سعادت اور توفیق میسر ہوئی۔ اللہ رب العزت والجلال ہم سب کے یہاں جمع ہونے کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول نصیب فرمائیں اور اس اہم موقع پر جو قرآنی اور نبوی پیغامات ہمارے سامنے آئیں، باری تعالیٰ ہم سب کو ان پر عمل کرنے کی اور دنیائے انسانیت تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائیں۔

اصلاحِ معاشرہ کی ضرورت وافادیت

جس اہم عنوان پر آج کا پروگرام منعقد ہوا ہے،اس پر غور وفکر کرنا،اس کو سماج و معاشرے میں بروئے کار لانا ہر مسلمان کی اور خاص طور پر دینی درد رکھنے والے اور ایمانی فکر رکھنے والے ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے، جب تک ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اور تعلیمات کے مطابق نہیں گزرے گی،اس وقت تک نہ دنیوی کامیابیاں ہمارا مقدر بن پائیں گی،نہ عزت و رفعت ہمارے قدم چومنے والی بنے گی اور نہ اخروی سعادتیں ہمارے حصے میں آئیں گی،ہر طرح کی کامیابیوں وکامرانیوں کے حصول کا راز اور راستہ صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ہدایات اور تعلیمات پر عمل پیرا ہونا اور قرآن وسنت کو مضبوطی سے تھامنا اور ان کی روشنی میں زندگی گزارنا ہے۔

آپ حضرات بھی مبارکبادی کے مستحق ہیں کہ آپ نے جمعیۃ علماء لدھیانہ کے فکرمند احباب کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے اس اہم موضوع پر جمع ہونے کے لیے وقت فارغ فرمایا۔اللہ تعالی اس اجتماع کو بامقصد بنائیں اور جو باتیں ہمارے سامنے اس وقت آئیں، باری تعالی ہمیں زمینی سطح پر ان باتوں کو نافذ کرنے کے مواقع میسر فرمائیں۔

احساسِ ذمہ داری

یہ حقیقت ہے کہ طبقۂ علماء میں سے ہونے کی وجہ سے یا مساجد کے امام اور ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے اور اسی طرح سماج و برادری میں مقتدائی اور پیشوائی کا مقام رکھنے کی وجہ سے ہماری اور آپ کی ذمہ داری دوسروں کے مقابلے میں بڑھ جاتی ہے،یوں تو ہر مومن ومسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے آپ کو قرآن وسنت کے رنگ میں رنگے اور اپنی زندگی کو راہِ راست پر گامزن کرنے والا بنے،لیکن جو قوم اور سماج کے ذمہ دار افراد ہیں،ان

کی ذمہ داری دوسروں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے،اس لیے کہ اللہ نے ذمہ دار افراد کو وہ مقام اور مرتبہ دیا ہوتا ہے کہ ان کی حرکات وسکنات پر عوام کی نگاہیں ہوتی ہیں،ہماری زندگی کے رخ کو دیکھ کر وہ اپنی زندگی کا رخ متعین کرتے ہیں،ہمارے اعمال و کردار کو سامنے رکھ کر وہ اپنے اعمال و کردار کے تعین کا فیصلہ کرتے ہیں۔

ایک ذمہ دار منصب پر فائز ہونے کی وجہ سے اگر ہم اپنی ذمہ داری کو حسن وخوبی کے ساتھ انجام دینے والے ہوں گے،تو پورے سماج اور معاشرے پر اور خاص طور پر ہمارے حلقۂ اثر پر اس کے بڑے مثبت مفید اور بہتر نتائج مرتب ہوں گے اور خدانخواستہ خدا نخواستہ کسی بھی حیثیت سے ذمہ دار مقام پر ہونے کے باوجود اگر ہم نے اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں غفلت برتی،کوتاہیوں کا مظاہرہ کیا،سستی کا معاملہ کیا،تو اس کا نقصان صرف ہمیں ہی جھیلنا نہیں پڑے گا،بلکہ پورے سماج اور معاشرہ کو جھیلنا پڑے گا،آج کے اس مجمع میں اکثریت انھی حضرات کی ہے،جن کو اللہ رب العزت والجلال نے کسی بھی اعتبار سے پیشوائی اور مقتدائی کے مقام پر فائز فرمایا ہے،چاہے حامل علم نبوت ہونے کے اعتبار سے ہو یا امامِ مسجد ہونے کے اعتبار سے،سماج و برادری کے ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے ہو یا اور کسی بھی اعتبار سے ہو،اگر اللہ نے ہمیں ذمہ داری کے مقام پر فائز فرمایا ہے،تو بہت محتاط ہو کر زندگی گزارنے کی ضرورت ہے اور ہر وقت یہ سوچ کر قدم اٹھانے کی ضرورت ہے کہ ہماری زندگی میں کیا گیا فیصلہ اور ہماری ذات سے صادر ہونے والا عمل صرف ہماری انفرادی زندگی تک محدود نہیں رہے گا،بلکہ بہت دور رس ہوگا اور اس کے نتائج دور تک دیکھنے کو ملیں گے۔

دوسروں کی بھی فکر کریں

مسلمان ہونے کی حیثیت سے جہاں ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے ایمان وعقیدہ

کے تحفظ کی فکر کریں، وہیں ہماری ذمہ داری یہ بھی ہے کہ ہم اپنے گھر والوں، بال بچوں اور سماج و معاشرے میں زندگی گزارنے والے بھائیوں اور بہنوں کے ایمان وعقیدہ کے تحفظ کی بھی فکر کریں، اگر ہم صرف اپنے آپ کو اچھا مومن و مسلمان بنانے کی کوشش کریں گے اور صرف اپنے ہی عقیدے کو درست رکھنے کی فکر و کوشش کریں گے اور اپنے گرد و پیش میں زندگی گزارنے والے افراد کے ایمان اور عقیدے کو درست رکھنے کی کوشش نہیں کریں گے، تو ہم اللہ کی نگاہ میں اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر انجام دینے والے قرار نہیں دیے جائیں گے۔ اللہ پاک نے ہمیں مومن و مسلمان بنایا ہے، پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کا امتی بنایا ہے، اس امت میں باری تعالی نے ہمیں پیدا فرمایا جس کی اہم ذمہ داری دعوتِ دین ہے، ہم میں سے ہر شخص داعی ہے، اس لیے اسے اللہ کے پیغام کو عام کرنا ہے، نبی پاک علیہ الصلاۃ والسلام کی ہدایات اور تعلیمات کی تبلیغ کرنی ہے، دنیا میں بسنے والے انسانوں کی زندگیوں میں ایمانی کرنوں کو عام کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ جہاں ہمیں اپنے ایمان وعقیدہ کے تحفظ کی فکر کرنی ہوگی، وہیں اپنے سماج اور معاشرے میں زندگی گزارنے والے افراد کے ایمان وعقیدے کے تحفظ کی فکر کرنی ہوگی اور قرآنی ونبوی پیغام کو عام کرنے کے حوالے سے دلچسپی لینی ہوگی۔

نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے اسی حقیقت کی جانب اشارہ فرمایا ہے:

"کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته" (بخاری شریف باب المراۃ راعیة فی بیت زوجها) تم میں سے ہر شخص ذمہ دار اور نگراں ہے اور ہر نگراں سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں سوال ہوگا، باپ سے گھر والوں کے متعلق سوال ہوگا، امام سے مسجد کے حلقے میں رہنے والے لوگوں کے متعلق سوال ہوگا، عالم دین سے اس کے حلقۂ اثر میں زندگی گزارنے والے لوگوں سے متعلق سوال ہوگا، سماج و برادری کے ذمہ دار افراد سے سوال ہوگا کہ کہاں تک تم نے اپنے اثرات کا استعمال کر کے ہمارے بندوں کو ہماری

ہدایات وتعلیمات پر عمل کرنے کے لیے تیار کیا، نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے اس مبارک ارشاد کے عموم میں یہ تمام کی تمام چیزیں آجاتی ہیں۔ اللہ جزائے خیر عطا فرمائے جمعیۃ علماء لدھیانہ کے ذمہ داران واحباب کو جنہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو انجام دیتے ہوئے اس اہم عنوان پر مذاکرے اور غور وفکر کے لیے ہمیں یہاں جمع ہونے کا موقع میسر کیا۔

حضور پاک علیہ الصلاۃ والسلام کی اس مبارک ہدایت کی روشنی میں ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لینے اور اپنے کردار کا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے، یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ اگر بارگاہ الہی میں حاضری کے وقت اللہ کی جانب سے یہ سوال کرلیا گیا، کہ تم سماج ومعاشرے کی اصلاح کے حوالے سے اور دین وایمان اور عقیدہ صحیحہ کے تحفظ کے حوالے سے کیا محنت کرکے آئے ہو؟ کیا کوشش کرکے آئے ہو؟ تو ہمارے پاس جواب دینے کے لیے الفاظ ہوں گے یا نہیں، کارگزاری سنانے کے لیے ہمارے پاس کارکردگی ہوگی یا نہیں۔

ہمارا کام فقط کوشش کرنا ہے

ہمارا اور آپ کا کام صرف اور صرف سنجیدہ کوشش اور محنت کرنا ہے، اس کوشش میں رنگ بھرنے والی ذات اللہ تعالی کی ہے، یہ ہمارے اور آپ کے اختیار میں نہیں ہے کہ ہم کسی کو نمازی بنادیں، کسی کو ایمان دار بنادیں، کسی کو زبردستی گناہوں کے دلدل سے نکال کر ایمان پر کھڑا کردیں، یہ ہمارے اور آپ کے اختیار اور بس میں نہیں ہے۔ ہم اللہ اور اس کے رسول کے پیغام کو لوگوں کے کانوں تک پہنچا سکتے ہیں، انسانوں کے دلوں پر اپیل کر سکتے ہیں، پر دلوں میں اتارنے والی ذات اللہ کی ہے، یہ اختیار تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں عطا کیا گیا اور باری تعالی نے صاف لفظوں میں فرمادیا: "انک لا تهدی من احببت و لکن الله يهدی من يشاء و هو أعلم بالمهتدين" (آیت نمبر ۵۶، سورہ قصص) آپ جس کو چاہیں اسے نور ہدایت سے نواز دیں، آپ جس کو چاہیں اس کی زندگی میں دین

داخل کردیں، آپ جس کو چاہیں جہنم کے راستے سے نکال کر جنت کے راستے پر لاکھڑا کریں، ایسا نہیں ہوسکتا، اللہ جس کے حق میں ہدایت کو مقدر فرمانا چاہیں گے، ہدایت یافتہ تو وہی ہوگا، جس کے قلب و دل کو باری تعالی نور ایمانی سے منور اور روشن کرنا چاہیں گے، اسی کا دل نورِایمان سے منور اور روشن ہوگا، قرآن مقدس کی اس آیت مبارکہ کے ذریعے دین کی دعوت کا فریضہ انجام دینے والے تمام اہل ایمان کو یہ نصیحت فرمادی گئی کہ تمہیں ہر حال میں اپنی محنت وجد و جہد میں لگے رہنا ہے، یہ نہیں دیکھنا ہے کہ ہماری محنت کتنی کارگر اور نفع بخش ہو رہی ہے، ہمارا کام پہنچانا ہے، دلوں کا بدلنا اللہ کے اختیار میں ہے، ہم اپنی ذمہ داریاں ادا کریں گے، تو اللہ کی بارگاہ میں حاضری کے وقت جواب دہی آسان ہو جائے گی، اس دن کی ندامت اور شرمندگی سے ہمارا دامن پاک رہے گا، اس لیے ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی کے سلسلے میں بہت حساس اور فکرمند رہنا چاہیے۔

سورۃ العصر کا پیغام

قرآن مقدس کی وہ سورت مبارکہ جو شروع میں آپ کے سامنے پڑھی گئی، اس میں بھی اللہ رب العزت والجلال نے دنیا میں بسنے والے انسانوں کو اسی عنوان پر توجہ دلائی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: "والعصر ان الانسان لفی خسر" قسم ہے زمانے کی، زمانہ اللہ کے انعامات میں سے ایک عظیم الشان انعام ہے اور باری تعالیٰ کی قدرت کا عظیم الشان مظہر ہے، اللہ کسی چیز کو اگر قسم کھا کر بیان فرماتے ہیں، تو باری تعالیٰ کی مراد یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اس کی اہمیت اور عظمتِ شان پیدا ہو جائے، ورنہ اللہ کو قسم کھا کر کسی چیز کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے، زمانے کی قسم کھا کر اللہ پاک ارشاد فرما رہے ہیں: "ان الانسان لفی خسر" سارے کے سارے انسان خسارے اور نقصان میں پڑے ہوے ہیں، سوائے ان ایمان والوں کے، جن میں درج ذیل صفات پائی جائیں، الا

الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر " جوخود ایمان لائے اور نیکیوں سے اپنی زندگی کو مزین وآراستہ کیا،خود مومن ومسلمان بنے اوراپنی انفرادی زندگی میں ان باتوں پر عمل کا نمونہ پیش کیا۔تیسرا کام انہوں نے یہ کیا کہ لوگوں کو اچھائی کی تلقین کرتے رہے،جس نورِ ایمانی سے اللہ نے ان کے دل کومنور و روشن کیا،دین کے جن تقاضوں پر عمل کرنے کی توفیق اللہ نے ان کو بخشی ،وہ اللہ کے دوسرے بندوں اور بندیوں کو بھی یہ تلقین کرتے رہے کہ بھائی تم بھی پکے سچے مومن ومسلمان بنو،نمازوں کی پابندی کا اہتمام کرو،قرآن پاک کی تلاوت کا معمول بناؤ،رمضان کے روزے رکھنے میں غفلت اور سستی کا مظاہرہ نہ کرو،اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرماں برداری کو لازم اورضروری تصور کرواور ہراس عمل سے بچو جو اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے غضب اور غصے کو دعوت دینے والا ہے۔اگر ہم ان لوگوں کی فہرست سے اپنا نام مٹانا چاہتے ہیں،جن کے لیے اللہ نے خسارے اور نقصان میں ہونے کا فیصلہ فرمایا ہے،تو ہمیں کیا کرنا ہوگا؟خود بھی ایمان کے تقاضوں پر عمل کرنا ہوگا اور دوسروں کو بھی اچھائیوں کی تلقین کرنی ہوگی،اگر ہم خود نمازی بن گئے،پرہیزگار بن گئے،قرآن کی تلاوت کے عادی بن گئے اورکسی دوسرے تک ہم نے ایمان کا پیغام نہیں پہنچایا اور دین کی تعلیم نہیں پہنچائی ، دوسروں کی زندگیوں کو درست کرنے کی کوشش نہیں کی،توتواصوا بالحق پر ہمارا اور آپ کا عمل نہیں ہو پایا اور اللہ رب العزت والجلال فرمارہے ہیں کہ خسارے سے باہر نکلنا ہے،تو خود تو ایمان کے تقاضوں پر عمل کرنا ہوگا ہی،لوگوں کو بھی اچھائیوں کی تلقین کرنی ہوگی،معروف کی طرف لانا ہوگا،خیر کی دعوت دینی ہوگی۔اسی طرح چوتھا کام وتواصوا بالصبر اوردین پر جمے رہنے کی تلقین کرنی ہوگی،صبر واستقامت کی ترغیب دینی ہوگی۔

مصائب ومشکلات اور اسوہ نبوی

اللہ نے بتا دیا کہ جب دینی تقاضوں پر عمل کا مرحلہ آئے گا، تو راستے میں رکاوٹیں بھی آئیں گی، بہت سی چیزیں ایسی پیش آئیں گی، جو انسان کے لیے دینی تقاضوں پر عمل کرنے میں حائل بنیں گی، طرح طرح کے جملے بھی سننے پڑیں گے، تنقید کرنے والی زبان سے سابقہ پڑے گا، طنزیہ باتیں بھی اس کو سننی پڑیں گی، مخالفت کرنے والے مخالفتوں پر بھی کمر بستہ ہوں گے، لیکن جو راہِ اصلاح کا مسافر ہو، اسے تمام سرد و گرم چیزوں کو برداشت کرتے ہوئے اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہنا ہوگا اور مخالف سے مخالف حالات میں بھی صبر و استقامت کا دامن نہیں چھوڑنا ہوگا، کامیابی اسی وقت ملے گی۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ راہِ خدا میں تکلیفیں کس نے سہیں، آپ نے خود فرمایا کہ اللہ کے پیغام کو عام کرنے اور دین و ایمان کی دعوت و تبلیغ میں جتنا مجھے ڈرایا دھمکایا اور ستایا گیا اور جس قدر ظلم و ستم میرے اوپر کیے گئے، نہ اس سے پہلے کسی کو اتنا ستایا گیا اور نہ آئندہ کسی کو اتنا ستایا جا سکتا ہے، لیکن تاریخ گواہ ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم مخالفتوں کے اس سیلاب سے ذرہ برابر نہیں گھبرائے، بلکہ جتنی مخالفتیں آپ کے راستے میں آئیں، اتنی ہی مضبوطی کے ساتھ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام اپنی منزل کی طرف گامزن دکھائی دیے، یہی وجہ ہے کہ اللہ نے مختصر سے عرصے میں آپ کو وہ مثالی کامیابی عطا فرمائی کہ جس کی تاریخ اور مثال دنیائے انسانیت پیش کرنے سے عاجز ہے اور عاجز رہے گی۔

حضور پاک علیہ الصلاۃ والسلام کی زندگی کا ہر ہر پہلو ہم سب کے لیے اسوہ اور نمونہ عمل ہے، قرآن مقدس میں بھی اللہ عزوجل نے یہی فرمایا ہے کہ خود بھی ایمانی تقاضوں پر عمل کرو، اپنی زندگی کو اعمال صالحہ سے مزین اور آراستہ کرو، لوگوں کو بھی اچھائی کی تلقین کرتے رہو اور صبر و استقامت کے راستے کو چھوڑنے والے ہرگز ہرگز مت بنو، یہ صفات اگر تمہارے

اندر آجائیں گی، تو خسارے اور ٹوٹے سے اللہ تمہیں نکلنے میں کامیابی بھی عطا فرمادیں گے اور دنیاوی اور اخروی سعادتیں تمہارا مقدر بنیں گی۔ اللہ رب العزت والجلال ہم سب کو ہر اعتبار سے کامیابیوں اور عزتوں سے مالا مال فرمائے۔

بھلائی کا حکم دیتے رہیں

ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم صحیح کو صحیح کہنے والے ہوں اور غلط کو غلط کہنے والے ہوں، حق کو حق کہنے والے ہوں، باطل کو باطل کہنے والے ہوں، اچھے کو اچھا کہنے والے ہوں، برے کو برا کہنے والے ہوں، ہم اور آپ اگر اصلاح کی کوشش نہیں کریں گے اور لوگوں کے سامنے اچھائی اور برائی کے درمیان تمیز نہیں پیش کریں گے، تو پھر قوم کا وہ کون سا طبقہ امت میں کھڑا ہوگا، جو لوگوں کو حق و باطل کے اعتبار سے شعور اور سمجھ عطا کرنے والا ہوگا۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

لتامرن بالمعروف و لتنهون عن المنكر او ليوشكن الله ان يبعث عليكم عقابا منه ثم تدعونه فلا يستجاب لكم

(ترمذی شریف ح: ۲۱٦۹، باب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر)

فرمایا: بھلائی کا حکم دینے والے بنو، اچھائی کی دعوت دینے والے بنو، معروف کا حکم دیتے رہو اور برائی سے دنیائے انسانیت کو روکتے رہو، اگر اس ذمہ داری اور فریضہ کو تم نے نہ ادا کیا، تو قریب ہے کہ اللہ کی جانب سے آنے والے کسی عذاب میں تم گرفتار کر لیے جاؤ، پھر تم بارگاہ الہی میں صدا بھی لگاؤ گے فریاد بھی کروگے اور دعائیں بھی کروگے لایستجاب لکم تمہاری دعا اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوگی اور رد کر دی جائے گی، اس حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایمان کی ذمہ داری بتائی، اس لیے یہ کام یوں تو ہر مومن کے ذمہ ہے، لیکن عالم دین ہونے کی حیثیت سے ذمہ داری بڑھ جاتی ہے، امام ہونے کی حیثیت

سے ذمہ داری بڑھ جاتی ہے،سماج کا ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے ذمہ داری بڑھ جاتی ہے، ہم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ کیا واقعتاً ہم اس ذمہ داری کی انجام دہی میں حساس اور سنجیدہ ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے بڑی تاکید کے ساتھ اس ذمہ داری کی انجام دہی کی امت کو تلقین فرمائی۔

اللہ کی گرفت سے بچا جائے

ایک حدیث پاک میں پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:

ما من رجل یکون فی قوم یعمل فیھم بالمعاصی یقدرون علی ان یغیروا علیہ فلا یغیروا الا اصابھم اللہ بعذاب من قبل ان یموتوا

(ابو داؤد شریف ح: ۴۳۳۹۰ باب الامر والنھی)

فرمایا: جو مسلمان ایسے سماج اور معاشرے میں زندگی گزار رہے ہوں، جن میں معاصی اور گناہوں کا شیوع اور عموم ہو اور اللہ نے ان مسلمانوں کو یہ طاقت اور قدرت بھی دی ہو کہ اگر وہ چاہیں،تو ماحول میں تبدیلی لاسکتے ہیں،یعنی ان کو ذمہ داری کے مقام پر اللہ نے فائز فرمایا ہے،اس کے باوجود وہ ذمہ داری کو ادا نہیں کرتے اور ماحول سے برائی کے خاتمے کی سنجیدہ فکر وکوشش نہیں کرتے،تو مرنے سے پہلے اللہ لازمی طور پر قوم کو سزا اور عذاب میں مبتلا فرمائیں گے۔

اصلاحِ معاشرہ کا یہ عنوان کوئی معمولی اور عام عنوان نہیں ہے،اس عنوان پر بہت سے پروگرام ہمارے سماج اور معاشرے میں ہوتے ہیں،اس لیے جو اہمیت اس عنوان کی ہونی چاہیے،وہ اہمیت حقیقتاً ہمارے ذہن ودماغ میں نہیں ہے،لیکن ذمہ داروں کا طبقہ یہاں پر موجود ہے،اس لیے ہمیں اس عنوان کی اہمیت کا احساس ہونا چاہیے،یہ کوئی چلتا پھرتا عنوان نہیں ہے کہ کہیں بھی اور کسی بھی جگہ اور کسی بھی موقع پر اس عنوان پر اجلاس اور

پروگرام کا انعقاد کرلیا گیا اور کچھ باتیں کہہ دی گئیں اور سن لی گئیں اور جلسے کا اختتام ہوگیا، یہ ذمہ داریوں کا احساس دلانے والا عنوان ہے، ذمہ داری کی انجام دہی کی جانب متوجہ کرنے والا عنوان ہے، نبی پاک علیہ الصلاۃ والسلام کے کتنے مبارک فرامین ہیں، جو اس اہم ذمہ داری کی انجام دہی کی جانب اہل ایمان کو متوجہ فرماتے ہیں۔

ذمہ داریوں سے پہلوتہی کا انجام

ایک حدیث پاک میں تو اس سے زیادہ واضح الفاظ میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذمہ دار طبقہ کی ذمہ داریوں کو ذکر فرمایا ہے، فرمایا: **اذا ظهرت الفتن او سبت اصحابی فليظهر العالم علمه ومن لم يفعل ذٰلك فعليه لعنة الله والملا ئكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه عدلا و لا صرفا۔** (اخرجه الديلمي باسناد ضعيف)

جب سماج اور معاشرے میں فتنے رونما ہونے لگیں، برائیاں جنم لینے لگیں، خلافِ شرع اعمال کا سیلاب آنے لگے اور لوگ دین بیزار ہو جائیں، سنتوں پر عمل کرنے سے غافل ہو جائیں، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے منہ موڑنے لگیں، دینی تقاضوں پر عمل کرنے سے اعراض کرنے لگیں، ان کے سامنے صحابہ کی شان میں گستاخیاں ہونے لگیں، تو ہر جان کار کو اپنے حصّے کی جان کاری دنیا کے سامنے پیش کرنی چاہیے، ہر عالم کو علم کی روشنی سے ماحول کو منور کرنا چاہیے، ہر دین دار کو دین کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنی چاہیے، اگر فتنوں سے بھرے اس ماحول میں بھی ذمہ دار افراد اپنی ذمہ داری ادا نہیں کریں گے، تو نبی پاک علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں: "**عليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه عدلا و لا صرفا**" ایسے ماحول میں بھی اگر ذمہ داریوں کو ادا نہیں کیا جائے گا، تو نبی علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ ایسے ذمہ داروں پر اللہ کی لعنت ہوگی، فرشتوں کی بھی پھٹکار ہوگی اور تمام انسانوں کی بھی لعنت ہوگی، نہ اللہ کی جانب سے ان کے کسی فریضے کو قبول

کیا جائے گا اور نہ کسی نفل عبادت کو قبول کیا جائے گا۔اتنی سخت بات سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی۔ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں ہمیں اپنے اعمال و کردار کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے اور یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ ایک مومن و مسلمان ہونے کی حیثیت سے یا ذمہ دار طبقہ کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے ہم اپنے فرائض منصبی کو صحیح طور پر ادا کر رہے ہیں یا ادا نہیں کر رہے ہیں۔اگر یہ احساس زندہ ہو جائے گا،تو پھر فرائض کی انجام دہی سب کے لیے ممکن و آسان اور سہل ہو جائے گی۔

فکر انگیز صورت حال

معاشرے اور سماج کی جو صورتِ حال ہے،اس سے آپ اچھی طرح واقف و باخبر ہیں،سنن و آداب اور مستحبات پر عمل کرنے کا نمبر تو بہت بعد میں آتا ہے،اب تو امت کا بہت بڑا طبقہ فرائض و واجبات کی ادائیگی سے ہی غافل ہے،عقیدے ہی درست نہیں،سوچ اور فکر ہی صحیح نہیں ہے،ذہنیت ہی خراب ہوگئی۔نعوذ باللہ،اللہ کے وجود کے سلسلے میں کتنے مسلمان بھائی آپ کو ایسے مل جائیں گے،جن کے ذہن و دماغ میں شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں،کیوں کہ وہ ایسے ماحول میں پل بڑھ رہے ہیں،ایسے دوستوں اور احباب کی سرکل میں ان کی زندگی گزر رہی ہے کہ جہاں ان کو ہر طرف سے مغالطے دیے جاتے ہیں،اشکالات ان کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔چوں کہ ان کا دین مضبوط نہیں،دینی معلومات ان کے پاس نہیں،اس لیے جو ان کے دین و مذہب پر اعتراض کرتا ہے،اس کی بات تو ان کی سمجھ میں آتی ہے لیکن وہ اپنے دفاع کی پوزیشن میں نہیں ہوتے،نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کا ذہن بگڑ جاتا ہے اور خراب ہو جاتا ہے،وہ صحیح عقیدے اور صحیح سوچ و فکر سے محروم ہو جاتے ہیں،جب صحیح عقیدہ اور صحیح سوچ اور فکر انسان کے پاس نہیں ہوگی،تو پھر وہ نام کا مؤمن و مسلمان ہوگا،عملی سطح پر وہ ایمانی و دینی تقاضوں پر عمل کرنے والا ہو ہی نہیں سکتا،وہ نماز کو بھی ضروری

نہیں سمجھے گا، روزے کو بھی ضروری نہیں سمجھے گا، زکوۃ کی ادائیگی کو بھی ضروری نہیں سمجھے گا، وہ عذابِ قبر کا بھی انکار کرے گا، وہ برزخ کے احوال کا بھی انکار کرے گا۔

ہمیں اپنی ذمہ داری سمجھنی ہوگی

آپ لوگوں کے درمیان جائیے،نوجوانوں کے نظریات معلوم کرنے کی کوشش کیجیے، ان کے سوچ اور فکر کو کھنگالیے، ہزار ہا ہزار مسلم نوجوان لڑکے اور لڑکیاں آپ کو ایسے مل جائیں گے، جو دین کے بنیادی اصولوں کے سلسلے میں تذبذب کا شکار ہوں گے اور ذہنی اور فکری اعتبار سے پورے طور پر ضلالت و گمراہی کے دلدل میں دھنس چکے ہوں گے، ان نوجوانوں کو صحیح راستہ پر لانا کس کی ذمہ داری ہے؟ ان تک دین پہنچانا کس کی ذمہ داری ہے۔؟ ان کی ٹھوڑیوں میں ہاتھ ڈال کر حکمت و محبت کے ساتھ اللہ کی اطاعت و فرماں برداری کی دعوت دینا کس کی ذمہ داری ہے۔؟

منصوبہ بندی کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت

اللہ نے اگر نورِ قرآن سے ہمیں مالا مال کیا ہے، نورِ نبوی سے ہمیں منور کیا ہے، تو سب سے بڑی ذمہ داری ہماری بنتی ہے کہ ہم ان تک پہنچنے کی راہیں تلاش کریں، منصوبے بنائیں، ذمہ دار افراد کے ساتھ مل کر بیٹھیں اور سوچیں کہ کیسے ان نوجوانوں تک پہنچا جائے، آزادانہ ماحول میں زندگی گزارنے والے بھائیوں تک کیسے پہنچا جائے۔ پانچ نوجوانوں پر بھی اگر محنت کر کے ان کو راہِ راست پر سال بھر میں لے آیا جائے گا، تو ہوسکتا ہے یہی محنت ہمارے لیے آخرت میں ذریعۂ نجات بن جائے، سرخروئی کا باعث اور سبب بن جائے؛ لیکن جب تک آدمی اس سلسلہ کی منصوبہ بندی نہیں کرے گا، کوئی خاکہ نہیں بنائے گا اور مستقبل کے لیے کوئی لائحۂ عمل طے نہیں کرے گا، تو پھر کام نہیں ہو پائے گا، جیسے وقت اب تک گزر چکا ہے، ایسے ہی آئندہ بھی گزر جائے گا، ہم سوچتے تو رہیں گے، ذہنی طور پر منصوبے

بھی بناتے رہیں گے،لیکن جب تک زمینی سطح پر عمل درآمد نہیں ہوگا،اس وقت تک مفید اور بہتر نتائج سامنے نہیں آئیں گے۔

اصلاحی کمیٹیاں اور ان کے کام کا نہج

سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ دین و ایمان اور عقیدۂ صحیحہ کے تحفظ کی فکر کی جائے،خود تو اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرنی ہی ہے،اپنی نسلوں کے دین و ایمان کے تحفظ کی بھی فکر کرنی ہے،اس کے لیے ایسی منصوبہ سازی ہمارے درمیان ہونی چاہیے کہ کسی مسلمان کا گھر ہمارے حلقے میں ایسا باقی نہ رہے،جس کے بڑے چھوٹے مکتب و مدرسہ سے اور علماء و دین دار افراد سے جڑے ہوے نہ ہوں۔جیسے ہمارے دعوت کے ساتھیوں کی محنت ہوتی ہے،ان کے یہاں حلقے تقسیم ہوتے ہیں،افراد متعین ہوتے ہیں کہ فلاں حلقے کے ذمہ دار فلاں ساتھی ہیں،فلاں حلقے کے ذمہ دار فلاں صاحب ہیں،اسی طرح ہمیں اصلاحی کمیٹیوں کی تشکیل دینی ہوگی اپنے اپنے علاقوں میں کسی کو ذمہ دار بنا کر دعوت کے احباب کو ساتھ میں لینا ہوگا پھر جس طرح مسجد کی طرف بلانے کی محنت اس راستے سے کی جا رہی ہے،اسی طرح گھروں کا سروے کرا کر معلومات حاصل کی جائیں کہ کتنے لوگ اس گھر میں ایسے ہیں جو قرآن پڑھنا جانتے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو قرآن پڑھنا نہیں جانتے۔اپنے محلہ میں سروے کرانا کوئی مشکل کام نہیں،پانچ آدمیوں کی ایک ٹیم بن جائے اور بیس گھروں کی ذمہ داری وہ لے لیں کہ ہم پورا سروے کریں گے،سروے کے نتیجے میں صورتِ حال واضح ہو جائے گی،ہمارے سامنے اگر یہ نتیجہ آیا کہ بیس آدمی بڑی عمر کے ایسے ہیں کہ جنھوں نے قرآن نہیں پڑھا ہے،تو ہم چوبیس گھنٹے میں سے پندرہ منٹ ان کے لیے فارغ کر کے ان کے واسطے تعلیمِ قرآن کا نظم کریں گے،تو بیس اگر نہیں آئیں گے،تو دس تو آہی جائیں گے،جب ان کو دعوت دی جائے گی،دس نہیں آئیں گے تو پانچ تو آئیں گے،پانچ بھی نہیں

آئیں گے،تو دو ایک تو ضرور آئیں گے،محنت کا آغاز کیا جائے،تو پھر اس میں برکت ہوگی، پھر لوگ خود بہ خود راغب ہوں گے،بڑے پڑھیں گے، چھوٹے پڑھیں گے، بچے پڑھیں گے،بچیاں پڑھیں گی تو دین وایمان کی عظمت ان کے دل کے اندر گھر کرتی چلی جائے گی اور پھر یہ جو ارتداد کے واقعات ہمارے سماج کے اندر پیش آرہے ہیں،ان واقعات کا تسلسل ختم ہوگا،اس پر بند لگے گا۔

ارتداد کے واقعات اور ہمارا قصور

ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ جو ارتداد کے واقعات پیش آرہے ہیں،اس میں دشمنوں کی سازشیں اور منصوبہ سازیاں اپنی جگہ،لیکن سچائی یہ ہے کہ ہمارا اور آپ کا قصور اور کوتاہی بھی کچھ کم نہیں ہے۔ہم نے اپنے بچوں کو وہ ماحول نہیں دیا،اپنی نسل کے لیے ہم نے اس ماحول کا انتظام نہیں کیا،جس میں پروان چڑھ کر وہ اپنے دین وایمان کی عظمت کا خیال اپنے دل کے اندر پیدا کرتے اور دین کی حفاظت کے لیے ہر طرح کی قربانی پیش کرنے کا جذبہ اپنے دل کے اندر رکھتے۔نتیجہ یہ ہوا کہ جب وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہوے اور اپنے فیصلے خود لینے کے مختار ہو گئے،تو جو چاہتے ہیں کرتے ہیں،کسی کی بات ان کی سمجھ میں آتی ہی نہیں۔

ہر گھر کو مکتب ومدرسہ سے جوڑا جائے

ہمارے اور آپ کے لیے سب سے قیمتی سرمایہ نعمتِ ایمان ہے،اگر یہ سرمایہ ہمارا اور آپ کا محفوظ ہے،تو چاہے ہمیں فاقوں پہ فاقے کرنے پڑیں ہم کامیاب ہیں اور اگر یہی سرمایہ خدانخواستہ خدانخواستہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا،تو دنیا جہاں کی دولت بھی اگر ہمارے قدموں میں آجائے گی،تو بھی ہم سے بڑا ناکام کوئی نہیں ہوگا،دنیا تو عارضی،فانی اور ختم ہو جانے والی ہے،حقیقی زندگی تو وہ ہے جو اس دنیا کے بعد شروع ہوگی اور وہاں جو سکّہ چلے گا،وہ وہی عمل ہوگا،جس پر ایمان کی مہر لگی ہوئی ہوگی،جب تک ایمان کی مہر نہیں ہوگی،اس

وقت تک انسان کا کوئی عمل بارگاہِ الٰہی میں قبولیت کا مقام حاصل نہیں کر پائے گا،تو سب سے زیادہ فکر ہم سب کو اپنے اور اپنی نسلوں کے دین و ایمان کے تحفظ کی کرنی ہے۔اس کے لیے بچوں کو مکتب و مدرسہ سے لازمی طور پر جوڑنا ہوگا،گھر گھر جا کر یہ ماحول بنانا ہوگا کہ کوئی بچہ بچی ایسا نہ رہے جو صحیح طور پر نماز پڑھنا نہ جانتا ہو اور دین کے بنیادی عقائد و مسائل سے وہ واقف اور باخبر نہ ہو۔

متاعِ ایمان کا تحفظ

معاشرے کی اصلاح پر جب ہم غور کریں گے،تو سب سے پہلی توجہ ہماری اور آپ کی دین و ایمان کے تحفظ اور عقیدۂ صحیحہ کے تحفظ پر مرکوز ہونی چاہیے،بات یہیں سے چلے گی،اس لیے کہ جتنی بھی برائیاں ہیں،گناہ کے کام ہیں اور بداعمالیاں ہیں،جو معاشرے میں رائج ہو رہی ہیں،ان سے معاشرے کو پاک اور صاف کرنا یہ دوسرے نمبر کی چیز ہے۔پہلے نمبر کی چیز یہ ہے کہ معاشرہ میں زندگی گزارنے والے افراد کے دین و ایمان اور عقیدۂ صحیحہ کے تحفظ کی فکر کی جائے۔

نماز سے غفلت

نماز سے لوگوں کو جوڑا جائے،اللہ کی عبادت و اطاعت کی جانب لوگوں کو مائل اور متوجہ کیا جائے۔کتنے افسوس کی بات ہے کہ مسلمان بھائیوں اور بہنوں کا بہت بڑا طبقہ وہ ہے جو فریضۂ صلاۃ کی ادائیگی سے سو فی صد غافل ہے،ہمارے کتنے بھائی بہن آپ کو ایسے ملیں گے،جو پابندی کے ساتھ نمازوں کو قضا کرنے کے عادی بنے ہوے ہیں۔لوگوں کو بتانے کی ضرورت ہے کہ نماز چھوڑنے پر کتنی شدید وعید نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے۔ارشاد فرمایا:"**العهد الذی بيننا و بينهم الصلاة فمن تر كها فقد كفر**" (رواہ ابن حبان والحاکم) ایک وقت کی نماز جان بوجھ کر جو شخص چھوڑ دے گا،تو گویا کہ وہ دائرۂ ایمان

سے خارج ہوگیا اور کفر کے دائرے میں داخل ہوگیا۔

ایک حدیث پاک میں نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: "من حافظ علی الصلواۃ الخمس کانت له نورا و برهانا و نجاۃیو القیامة" جو مسلمان پنج وقتہ نمازوں کی نگرانی رکھنے والا اور پابندی رکھنے والا ہوگا، تو یہ نمازیں اس کے لیے روشنی کا باعث بھی بنیں گی، حجت بھی بنیں گی اور قیامت کے دن نجات کا ذریعہ بھی بنیں گی۔ و من لم یحافظ علیها اور جو نمازوں کی پابندی نہیں کرے گا، فلم تکن له نورا، نہ نمازیں اس کے لیے نور اور روشنی کا سبب بنیں گی و لا برهانا اور نہ اس کے لیے حجت بن پائیں گی و لا نجاۃ اور نہ قیامت میں اس کے لیے باعثِ نجات اور ذریعۂ فلاح بن پائیں گی و کان یوم القیامة مع قارون و فرعون و هامان و ابی ابن خلف (رواہ ابن حبان والطبرانی : ۱۴۷۴۶) اور قیامت کے دن نماز چھوڑنے والا قارون، ہامان فرعون اور ابی ابن خلف جیسے بدترین کافروں کے ساتھ ہوگا۔ ایسے لوگوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا جو معذب ہوں گے، جن کو ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہنا ہوگا اور اللہ کے عذاب کا مزہ چکھنا ہوگا، کتنی سخت وعید جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے سلسلے میں ارشاد فرمائی، جو نماز چھوڑنے کے عادی ہیں۔ اب آپ بتائیے مسلمانوں کا کتنا بڑا طبقہ ہے جو مسجدوں سے دور ہو کر زندگی گزار رہا ہے۔ ان کو مسجد کی طرف لانا، ان کی زندگی میں نمازوں کا اہتمام پیدا کرنا، ان کی پیشانی کو اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے کا عادی بنانا یہ ان تمام لوگوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے، جن کو اللہ نے دین و ایمان کا درد عطا فرمایا ہے اور ایمان کی فکر نصیب فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نمازی بنائے اور تمام مسلمانوں کو نمازوں کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔

اطمینان کے ساتھ نماز ہو

پھر دوسری بات یہ کہ نمازوں کو نمازوں کی طرح پڑھا جائے، ہم نماز پڑھتے بھی ہیں اور

نماز کیا ہوتی ہے، ایک بار اور بوجھ ہوتا ہے، جس کو کاندھوں پر سے اتار کر رکھا جاتا ہے، اتنی جلد بازی میں نماز پڑھی جاتی ہے کہ مسجد میں آئے دیر نہیں ہوتی کہ جانے کی فکر ہونے لگتی ہے۔امام صاحب نے سورت ذرا لمبی کر دی، تو دس آدمی اعتراض کرنے کے لیے نماز کے بعد تیار رہتے ہیں، جب تک امام صاحب سے سوال نہیں کر لیتے، اس وقت تک ان کا کھانا ہضم نہیں ہوتا، فجر کی نماز میں بھی سوچتے ہیں بس چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھ کے امام صاحب چھٹی کر دیں، کہیں اگر جمعہ کے دن امام صاحب نے سورۂ سجدہ اور سورۂ دھر پڑھ دی تو پتہ نہیں مسجد والوں کا کیا حال ہوگا، یہ صورتِ حال ہے، مسجد میں طبیعت لگتی ہی نہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی بوجھ ہے جس کو اتار کر بھاگنا ہے۔

بدترین چور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "**اسوءالناس سرقة الذی یسرق فی صلاته**" سب سے بدترین چور وہ ہے، جو نماز میں چوری کرتا ہے۔ "**قیل یارسول الله کیف یسرق فی صلاته**" اے اللہ کے رسول نماز میں چوری کیسے ہوتی ہے، سمجھ میں نہیں آئی بات، ایک ہی کام ہوسکتا ہے، یا تو نماز پڑھی جائے یا چوری کی جائے، دونوں کام ایک ساتھ کیسے ہوں گے۔؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الذی لایتم رکوعها و لاسجودها** (سنن دارمی ح:۱۳۶۷) جو اپنے رکوع سجدے پورے نہیں کر رہا ہے، وہ نماز میں چوری کر رہا ہے اور چوری کرنا اتنا بڑا گناہ اور جرم ہے کہ چور کے ہاتھ کاٹ دیے جاتے ہیں، قرآن کا حکم ہے "**السارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما جزاء بما کسبا نکالا من الله والله عزیز حکیم**" (آیت:۳۸ سورة المائدة) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدترین چور نماز میں چوری کرنے والا ہے۔

پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام مسجد میں تشریف فرما ہیں، ایک صحابی جن کا نام خلاد ابن رافعؓ

ہے تشریف لائے، وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: "ارجع فصل فانک لم تصل" واپس جائیے، دوبارہ نماز پڑھیے، اس لیے کہ آپ نے نماز نہیں پڑھی۔ صحابی کو حیرانی ہوئی کہ حضرت مجھے واپس کیوں بھیج رہے ہیں، میں نے تو ان کے سامنے نماز پڑھی ہے، لیکن کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی، آپ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا، واپس گئے پھر دوبارہ نماز پڑھی۔ آ کر سلام کیا، آپ نے پھر سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ واپس جائیے اور دوبارہ نماز پڑھیے، آپ کی نماز نہیں ہوئی، اس مرتبہ ان کو مزید حیرانی ہوئی کہ کیا وجہ ہے کہ بار بار حضرت مجھ سے نماز پڑھوا رہے ہیں۔ حضرت کے سامنے ہی پڑھ رہا ہوں اور پھر مجھے واپس بھیج دیتے ہیں۔ بہرحال گئے، دوبارہ نماز پڑھی، پھر آئے، آقا کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ بھی وہی جملہ دہرایا اور فرمایا ارجع فصل فانک لم تصل واپس جا کر دوبارہ نماز پڑھیے۔ اس مرتبہ ان سے رہا نہ گیا، پوچھ لیا یارسول اللہ علمنی اے اللہ کے رسول مجھے بتائیے کہ غلطی مجھ سے کہاں ہو رہی ہے۔؟ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام قصداً و ارادۃً غلطی پر ان کو متنبہ نہیں فرما رہے تھے، آپ سوچ رہے تھے کہ ان کو خود موقع دیا جائے، یہ اپنے دماغ پر زور لگا کر سوچیں کہ مجھ سے غلطی کہاں ہو رہی ہے۔ جب یہ غور کرنے کے بعد بھی اپنی غلطی تک نہیں پہنچ پائیں گے، پھر جب غلطی بتائی جائے گی تو پھر کبھی وہ غلطی نہیں ہوگی، دماغ میں بات بیٹھ جائے گی، اس لیے شروع میں آپ نے بتایا نہیں۔ جب بار بار وہ نماز پڑھ چکے اور غلطی ان کی پکڑ میں نہ آئی، تو نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے بتایا کہ بھئی! غلطی یہ ہے کہ تم اطمینان سے نماز نہیں پڑھ رہے تھے، تمہاری نماز میں جلدی ہو رہی ہے اور تعدیلِ ارکان یعنی نماز کے ہر ہر رکن کو اطمینان کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر نماز اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوگی۔ تعدیلِ ارکان بعض فقہاء کے نزدیک واجب ہے اور بعض فقہاء نے تو اس کو

فرض قرار دیا ہے۔

امت کوہمیں اس جانب متوجہ کرنا ہے کہ دین وایمان اورعقیدہ کی اصلاح ہواور فرائض و واجبات کی انجام دہی کے سلسلہ میں امت فکرمند ہو،اس لیے کہ جب تک اللہ کے حقوق کو دل چسپی کے ساتھ ادا نہیں کیا جائے گا،اس وقت تک انسان عافیت وسکون اوراطمینان کے ساتھ نہ دنیا میں زندگی بسر کرسکتا ہے اور نہ آخرت میں اس کو راحت حاصل ہوسکتی ہے۔

موبائل اور نشے کی تباہ کاریاں

آج ہمارے سماج میں نوجوانوں کی بے راہ روی عام ہے،وقت کو ضائع کیا جا رہا ہے،زندگی کے قیمتی لمحات کا خون کیا جارہا ہے،موبائل کے غلط استعمال نے تو نہ جانے کتنے نوجوانوں کی زندگی کا بھٹّہ بٹھا دیا ہے،نہ وہ دنیا کے رہے نہ دین کے رہے،ان کی ساری توجہ اور دل چسپی کا مرکز یہی موبائل بن کر رہ گیا ہے،ان کو راہِ راست پر لانے کی فکر کرنی ہے، کتنے نوجوان ہیں جو نشے کے ایسے عادی بن چکے ہیں کہ دو دن ان کو کھانا نہ دیا جائے تو برداشت کرلیں گے،لیکن وقت پر اگر نشہ کا سامان ان کو نہیں ملے گا،تو بے چین ہو جائیں گے۔اب صرف شراب نوشی ہی سماج اورمعاشرے میں دکھائی نہیں دیتی،دسیوں بیسیوں چیزیں نشہ لینے کے لیے سماج اورمعاشرے کے اندرعام کردی گئی ہیں۔نشے کی ٹیبلٹ بھی مل رہی ہے، نشے کی چاکلیٹ بھی مل رہی ہے، نشے کی پڑیاں بھی مل رہی ہیں اور کتنے نوجوان اورادھیڑعمر کےلوگ ہیں جو نشے کے اس طرح کےلتّی اورعادی بن چکے ہیں کہ اس گڑھے سے باہر نکلنا ان کے لیے مشکل ہوتا چلا جارہا ہے۔نشے کے خلاف مہم چلانا،شراب نوشی کے خلاف مہم چلانا اورگناہوں کے شیوع اورعموم کے خلاف مہم چلانا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

انسان کی فطرت ہے جب تک اس کو جھنجھوڑا نہیں جاتا،اس وقت تک وہ نیند سے باہر

نہیں نکلتا، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے جو بھائی اس طرح کے گناہوں میں غرق ہیں اور غفلت کی زندگی گزار رہے ہیں ۔غفلت کے پردوں نے ان کے دلوں کو بھی ڈھانپ رکھا ہے اور ان کی نگاہوں کو بھی ڈھانپ رکھا ہے ۔ہم اگر ان کے دروازوں تک پہنچیں گے،ان کے بازوؤں کو جھنجھوڑیں گے اور ان کے دلوں کو اپیل کریں گے،تو ان کے ذہن و دماغ سے غفلت کے یہ پردے اٹھیں گے اور وہ کچھ نہ کچھ سوچنے کے لیے مجبور ہوں گے،محنت رائیگاں نہیں جاتی، اللہ تعالی جدو جہد کو ضائع نہیں فرماتے ،لازمی طور پر اس کا نتیجہ اور اثر ظاہر ہوگا اور کسی نہ کسی درجے میں کامیابی ملے گی ۔معاشرے کی اصلاح کے لیے اور سماج میں بیداری لانے کے لیے اس اعتبار سے بھی محنت کرنے کی اور میدانِ عمل میں اس حیثیت سے بھی جدو جہد کرنے کی ضرورت ہے ۔

مہنگی شادیاں

اسی طریقے سے اسراف اور فضول خرچی کا ماحول ہمارے معاشرے کے اندر عام ہو رہا ہے اور شادی بیاہ کے موقع پر تو پانی کی طرح پیسہ بہانے کا رواج بن چکا ہے،ایسی غیر ضروری چیزوں کو شادی بیاہ میں لازم اور ضروری تصور کر لیا گیا ہے کہ ان کو انجام دیے بغیر شادیاں،نکاح اور بیاہ سماجی اعتبار سے بالکل پھیکے دکھائی دیتے ہیں ،جس عمل کو شریعت نے آسان سے آسان تر بنانے کی ترغیب اور ہدایت دی ہے،ہم نے غیر ضروری اعمال کے بندھن میں باندھ کر اور رسوم و رواج کے دامن میں پھانس کر اس عمل کو انتہائی مشکل بنا دیا ہے ۔

شریعت کا ایک مزاج ہے،جس چیز کی ضرورت انسان کو جتنی زیادہ ہوتی ہے،اللہ رب العزت والجلال انسان کی اس بنیادی ضرورت کی تکمیل کی راہیں بھی اتنی ہی آسان فرما دیتے ہیں،آپ جائزہ لے لیجیے،جن جن چیزوں کی انسان کو بنیادی اعتبار سے زیادہ ضرورت

ہوگی،اللہ نے وافر مقدار میں آسانی کے ساتھ انسانوں کے درمیان وہ چیزیں مہیا فرمادی ہیں۔ پانی کے بغیر انسان کی زندگی نہیں گزر سکتی،کتنی فراوانی کے ساتھ پانی اللہ نے انسانوں کو عطافرمارکھا ہے۔روشنی کے بغیر انسان کا زندگی گزارنا مشکل ہے،اللہ نے غیر معمولی روشنی کا انتظام فرمارکھا ہے۔ہوا کے بغیر انسان کی زندگی کا گزرنا مشکل ہے،اللہ نے مفت ہوا کاانتظام دنیا میں بسنے والی مخلوقات کے لیے کررکھا ہے،کھانے کے بغیر انسان کی زندگی کا تصور نہیں ہوسکتا،اللہ نے غذائی سامان کو دنیاکے کونے کونے تک پہنچارکھا ہے، پتہ یہ چلا کہ شریعت کامزاج یہ ہے کہ جو چیزیں انسان کی بنیادی ضروریات میں داخل ہیں،وہ انسانوں تک آسانی کے ساتھ مہیا کی جاتی ہیں،جس طرح ہوا،پانی غذا روشنی یہ سب چیزیں انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہیں،اسی طرح رشتۂ نکاح سے منسلک ہونا اور جڑنا یہ بھی انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ایک ضرورت ہے،شرعی اعتبار سے تو ایمان والے کاایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا،جب تک کہ وہ رشتۂ ازدواج سے منسلک نہیں ہوجاتا۔اذا تزوج العبد فقد استکمل نصف الایمان فلیتق اللہ فی النصف الباقی" (اخرجہ البیھقی عن انس) نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: جب انسان شادی کرلیتا ہے،تو وہ نصف ایمان کومکمل کرلیتا ہے،اب ایمان کے بقیہ حصے پر عمل کرنے کے سلسلے میں اس کو اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔انسان کی بنیادی ضروریات میں سے نکاح ہے،تو شریعت کامزاج اور منشا یہ ہے کہ جس طرح دیگر بنیادی ضروریات آسانی کے ساتھ انسان کو مہیا ہوجاتی ہیں،اسی طرح انسانوں کے لیے رشتۂ نکاح سے منسلک ہونا اور جڑنا بھی آسان ہوجائے اور اگر ہم نکاح کو سماج اور معاشرے میں مشکل بنائیں گے،تو ہم شریعت کے مزاج کی خلاف ورزی کرنے والے ہوں گے اور انسان شریعت کے مزاج کی خلاف ورزی کرکے نہ یہاں کامیاب ہوسکتا ہے اور نہ وہاں کامیاب ہوسکتا ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نےفرمایا:اعظم النکاح برکة ایسرہ مؤنة

(مسنداحمد: ۹۶۴) سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جوسب سے زیادہ سہولت وآسانی اورکم سے کم خرچ کے اندرانجام دے دیا جائے۔کون سامسلمان ایسا ہوگا جو بابرکت نکاح نہ چاہتا ہو،ہر شخص کی دلی خواہش اورتمنی یہی ہوگی کہ بابرکت نکاح نصیب ہو،لیکن برکت والا نکاح حاصل کرنے کے لیے سماج اور معاشرے میں نکاح کو آسان بنانا ہوگا اورغیرضروری خرچوں کے بوجھ سے سماج کومحفوظ رکھنا ہوگا،تب نکاح کے اندر برکتیں آئیں گی،فلاح و کامیابی آئے گی۔

شادی بیاہ کی نت نئی رسمیں

آج صورتِ حال کیا ہے،مجھ سے بہتر آپ جانتے ہیں،منگنی کی رسم الگ ہے،تاریخ طے کرنے کی رسم الگ ہے،آنے جانے کی رسم الگ ہے،مہندی کی رسم الگ ہے،ابٹن کی رسم الگ ہے،بھات کی رسم الگ ہے،نہ جانے کیا کیااورکس کس طرح کی رسمیں ہیں،علاقائی اعتبار سے الگ ہیں،ملکی اعتبار سے الگ ہیں،لین دین الگ ہے،آنا جانا الگ ہے،نکاح سے پہلے ہی محض رسومات پرلاکھوں روپے خرچ کردیے جاتے ہیں،اگراس سرمایہ کوبھی جمع کیا جائے،تو متوسط طبقے کی کئی بچیوں کا نکاح اس مال سے ہوسکتا ہے،لیکن کیا کیا جائے،صورتِ حال اس طرح کی بن گئی ہے کہ جب تک آدمی ان رسومات پرعمل کرنے کے لیے تیارنہیں ہوتا،اس،وقت تک برادری میں اس کوعزت کامقام نہیں ملتا،وہ اگرسادگی کے ساتھ بچیوں کونکاح کے بندھن میں باندھنا چاہے گا تو سچائی یہ ہے کہ کوئی اس سے رشتہ کرنے کے لیے تیارنہیں ہوگا،برادری میں رشتہ طے کرنے کے لیےکوئی تیارنہیں ہوگا،اب تو فورویلر سے پہلے رشتے پرپختگی کی مہرلگتی ہی نہیں،جب تک لڑکے والوں کو لڑکی والوں کی طرف سے یہ اطمینان نہ ہوجائے کہ فورویلرہمیں ملے گی،اس وقت سے پہلے رشتہ پکا ہی نہیں ہوتااور اب فورویلربھی پرانی چیز ہوگئی،اب توکئی کئی فورویلر چاہییں،دلہا کے لیے الگ،باپ کے

لیے الگ، دیور کے لیے اور فلاں فلاں کے لیے الگ،کسی کو ٹو ویلر دیا جارہا ہے،کسی کو فور ویلر دیا جارہا ہے،یہ جوصورتِ حال ہے یہ اللہ کی ناراضگی اور غصے کو دعوت دینے والی صورتِ حال ہے۔

قرآن پاک پر ہمارا ایمان ہے،قرآن کی حقانیت وصداقت کو ہم تسلیم کرتے ہیں اور زبان سے یہ دعوی کرتے ہیں کہ کامیابی قرآنی ہدایات پر عمل کرنے ہی سے ملے گی؛لیکن اس کے باوجود عمل قرآنی ہدایات کے بالکل خلاف ہے۔

فضول خرچ لوگ قرآن کی نظر میں

ارشادِ ربانی ہے:

"ولاتبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین و کان الشیطان لربه کفورا" (آیت:۲۶ سورہ بنی اسرائیل)

اللہ تعالی ارشاد فرمارہے ہیں کہ فضول خرچی مت کرو،فضول خرچی کرنے والے سب کے سب شیطان کے بھائی بندو ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔اگر انسان فضول خرچی کرے گا،تو شیطان کی جماعت میں وہ شامل ہو جائے گا اور اللہ کی نگاہِ رحمت سے وہ محروم ہو جائے گا،اس لیے ہمیں اپنے سماج اور معاشرے میں اس اعتبار سے بھی بیداری لانے کی ضرورت ہے کہ اسراف اور فضول خرچی کا ماحول ختم ہو اور سادگی کے ساتھ شادی بیاہ کی تقریبات منعقد کی جائیں اور دیگر مواقع پر بھی شرعی اور نبوی اصول کا پاس ولحاظ رکھا جائے، دعوتوں میں خلافِ شرع اعمال ہوتے ہیں،کھڑے کھڑے کھانا کھلانے کا ماحول عام ہو گیا ہے،عورتوں مردوں کا اختلاط ہوتا ہے،میوزک بجتی رہتی ہے،ڈیجے بجتے رہتے ہیں اور اسی شور وشغب میں ایک کونے میں قاضی صاحب بیٹھ کر دو چار آدمیوں کو لے کر نکاح پڑھا دیتے ہیں۔تقریب کی جو سب سے اہم چیز ہوتی ہے کہ جس کو تقریب کی روح کہا جائے،تو مبالغہ نہیں

ہوگا، وہ کھلونا بن کر رہ گئی ہے، جبکہ نکاح ہی پر تو ساری کی ساری تقریب کا دارومدار ہے۔

مسجد میں نکاح اور اس کا فائدہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے اور تاکید فرمائی ہے کہ نکاح کی تشہیر کرو اور مسجدوں میں نکاح کیا کرو۔ مسجد میں نکاح ہوگا، تو بہت سے مفاسد سے اور خلافِ شرع اعمال سے نکاح کی مجلس محفوظ رہے گی۔

غیر شرعی تقریبات کا بائیکاٹ ذمہ داران کی جانب سے ہو

اپنی تقریبات میں اسلامی رنگ کو غالب کرنے کی ضرورت ہے اور سماج کے ذمہ دار طبقہ کو اس سلسلے میں فکرمند ہونے کی ضرورت ہے، کیوں کہ صرف علماء کی فکرمندی کافی نہیں، صرف ائمہ کی فکرمندی بھی کافی نہیں، بلکہ برادری کے جو ذمہ داران ہیں، ان کی بھی فکرمندی ضروری ہے۔ یہ طے کرلیں کہ جن شادیوں میں اس طرح کی خرافات ہوں گی، ڈیجے بجائے جائیں گے، مخلوط کھانا ہوگا یا دوسرے خلافِ شرع اعمال ہوں گے، ان کا بائیکاٹ کیا جائے گا، علماء ان مجالس میں شرکت نہیں کریں گے، تو بہت حد تک ان برائیوں پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اگر ہم نے اس سلسلے میں نرمی برتی، تو یہ چیزیں بڑھتی چلی جائیں گی، ان پر قدغن لگانا اور بند لگانا مشکل ہو جائے گا۔

داعی کا اہم وصف

داعی کے اوصاف میں ایک اہم وصف قرآن پاک میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جس چیز کو ہم برائی کہہ رہے ہیں، خود بھی ہم اپنے آپ کو اس سے بچاتے ہوں، اگر ہم خود اس برائی کے اندر ملوث دکھائی دیں گے، تو پھر ہماری زبان میں اثر نہیں ہوگا اور لوگ ہماری بات کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا: اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب" تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو

بھلا بیٹھے ہو،جس نیکی کی طرف لوگوں کو بلا رہے ہو،وہ نیکی تمہاری زندگی کے اندر بھی دکھائی دینی چاہیے،اگر اس برائی کے دلدل میں تم پھنسے ہوے ہو گے اور پھر لوگوں کو اس برائی سے بچانے کی کوشش کرو گے،تو لوگ تمہاری بات ماننے کو تیار نہیں ہوں گے۔اللہ تعالی ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی کی توفیق نصیب فرمائیں اور ہر طرح کے خلافِ شرع اعمال اور رسوم ورواج سے باری تعالی ہماری تقاریب کی حفاظت فرمائیں۔

مہر کی شرعی حیثیت اور معاشرے کی صورتِ حال

مہر جو نکاح میں بنیادی حیثیت رکھنے والی چیز ہے،اس کی نقد ادائیگی کا مزاج ہمیں سماج میں بنانا چاہیے،اس میں بھی بڑی غفلت برتی جاتی ہے،ساری چیزیں نقد ہوتی ہیں اور جو چیز نقد ہونی چاہیے،وہ ادھار ہے۔مہر کی ادائیگی تو لازمی ہے،قرآن میں فرمایا گیا و آتوا النساء صدقاتھن نحلة عورتوں کو مہر کے طور پر خوشی کے ساتھ ان کا حق دو،یہ مہر صرف رجسٹر میں لکھنے کے لیے نہیں ہوتا،بلکہ بروقت ادائیگی کے لیے ہوتا ہے۔بیس ہزار کا جوڑا تو بنا لیں گے لیکن دس ہزار مہر نہیں دیں گے،وہ ادھار ہی چلا آرہا ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مہر متعین کرے،لیکن دل میں یہ چور ہو کہ معاف کرالوں گا یا ٹال مٹول سے کام لوں گا لقی اللہ تعالی یوم القیامة و ھو زان قیامت کے دن جب اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اس کی حاضری اور پیشی ہوگی،تو زنا کاروں کی فہرست میں اس کا نام لکھا ہوا ہوگا اور بدکاروں کی لائن میں وہ کھڑا ہوگا،اس لیے بروقت اور نقد مہر کی ادائیگی کا اہتمام ہونا چاہیے۔لوگ پچاس ساٹھ اور ستر سال کے ہو جاتے ہیں اور مہر کی ادائیگی کا تصور بھی ذہن وخیال میں نہیں آتا۔مہر ادا کیے بغیر مسلمان دنیا سے جائے گا،تو مقروض ہو کر جائے گا اور اس کے چھوڑے ہوے مال میں سب سے پہلے اس کی بیوی کا قرضہ اور مہر ادا کیا جائے گا اور مقروض کی نمازِ جنازہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام پڑھانے

کے لیے تیار نہیں ہوتے تھے۔ جب تک کوئی اس کی ضمانت نہیں لے لیتا تھا کہ یا رسول اللہ میں ان کی جانب سے قرضہ ادا کر دوں گا، جب تک کوئی کفیل نہیں بن جاتا تھا، اس وقت تک آپ نماز جنازہ نہیں پڑھاتے تھے، اس لیے ہر مسلمان کو یہ سوچنا چاہیے کہ کہیں وہ کسی کے حق کو دبا کر تو دنیا میں زندگی نہیں گزار رہا ہے، مہر نہ ادا کرنا بیوی کے حق کو دبانا ہے۔

بہنوں کا حق

اسی طرح بہنوں کو وراثت میں ان کا حق نہ دینا یہ ان کے اوپر ظلم اور زیادتی کرنا ہے اور اللہ کی بارگاہ میں ایسے بھائیوں کو بھی جواب دہ ہونا پڑے گا، جو ماں باپ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد ساری زمین و جائیداد اور متروکہ مال پر قابض ہو جاتے ہیں اور بہن کا حصہ نہ مکان میں لگاتے ہیں، نہ دکان میں لگاتے ہیں، نہ جائیداد میں لگاتے ہیں، نہ روپے پیسے میں لگاتے ہیں اور یہ سوچتے ہیں کہ والد نے شادی کر دی تھی، اتنا جہیز دے دیا تھا، ان کا حصہ تو اس میں دیا جا چکا، یہ خام خیالی اور غلط فہمی ہے۔ والد نے شادی میں چاہے جتنا سونا چاندی دیا ہو، والد کے دنیا سے جانے کے بعد بچے ہوئے مال میں خود بہ خود بھائیوں کے ساتھ بہنوں کا حصہ آ جاتا ہے، الایہ کہ زندگی میں سارا مال والد نے اپنی اولاد کے درمیان تقسیم کر دیا ہو، تو الگ بات ہے، لیکن اگر مال چھوڑ کر گیا ہے تو پھر قرآن نے جو حصہ مقرر کر دیا ہے، ہمیں اور آپ کو اس حصے میں تخفیف کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

مجھے اس بات کا احساس ہے کہ کافی دیر تک آپ حضرات کی سمع خراشی ہوئی۔ آپ کو اکتاہٹ ہونے لگی ہوگی، لیکن موضوع ایسا ہے کہ وہ سمٹنے کو نہیں آتا اور صورتِ حال ایسی ہے کہ ہر ہر چیز پر روشنی ڈالنے اور مزید توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اخیر میں ایک مرتبہ پھر میں جمعیۃ علماء لدھیانہ کے ذمہ داران و اراکین اور تمام علماء کرام اور ائمۂ مساجد کا اور ذمہ دارانِ شہر کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اس اہم عنوان

پر جمع ہونے اور گفتگو کرنے کا موقع فراہم کیا۔اللہ تعالی ہمارے اس مل بیٹھنے کو بامقصد بنائیں اور جو باتیں کہی اور سنی گئیں، ان کو عملی طور پر باری تعالی اپنی انفرادی زندگی اور سماج و معاشرے میں نمایاں اور ظاہر کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

